رسول اللہؐ کے اجداد

(۱)

از جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب پروفیسر عربی دہلی یونیورسٹی

عربی اخبار و آثار کے مطابق پیغمبر مسیحؑ سے تقریباً تین ہزار برس پہلے پیغمبر ابراہیمؑ اپنے لڑکے اسماعیلؑ اور فرشتے جبریل کے ساتھ براق پر سوار ہو کر شام سے مکہ آئے اور وہاں مرکزِ توحید کعبہ کی بنیاد رکھی، اس کے بعد وہ اسماعیلؑ کو مکہ میں چھوڑ کر شام واپس چلے گئے۔ اُس وقت مکہ میں یمن کا ایک مہاجر خاندان جُرہُم حکمران تھا، اس خاندان کے لوگ مُوحّد ہو گئے، اسماعیلؑ نے ایک جُرہُمی عورت سے شادی کر لی اور جُرہُم اکابر کے تعاون سے حج اور کعبہ کی نگرانی، توحید کی اشاعت اور مکہ پر حکومت کرنے لگے۔ اسماعیلؑ کی اولاد میں آٹھ نو سو برس بعد مکہ کے ایک معزز گھرانے میں قُصَیّ نامی ایک شخص پیدا ہوا۔ اس وقت مکہ کی حکومت اور کعبہ کی نگرانی یمن کے ایک دوسرے مہاجر خاندان خزاعہ کے ہاتھ میں تھی جس نے جُرہُم کو ان کی مبینہ بدعنوانیوں کے باعث مکہ سے نکال دیا تھا۔ قُصَیّ بلند حوصلہ اور با تدبیر آدمی تھا، وہ کعبہ کا متولی اور مکہ کا حاکم بننا چاہتا تھا، اس کی دلیل تھی کہ چونکہ وہ براہ راست اسماعیل بن ابراہیمؑ کی اولاد میں ہے اس لئے اسے اور اس کے خاندان کو خُزاعہ کی نسبت تولیت کعبہ اور حکومت مکہ کا زیادہ حق حاصل ہے۔ اُس نے خزاعہ کے خلاف تحریک چلا دی جو پھلنے پھولنے لگی اور اپنے خاندان و قبیلے کے علاوہ آس پاس کے عرب قبائل کی مدد سے خُزاعہ کو مکہ سے نکال دیا اور خود کعبہ کا متولی اور کعبہ کا حاکم ہو گیا۔ قُصَیّ

پہلا عرب تھا جس نے قریش کی عظمت و سربلندی کی بنیادیں مستحکم کیں۔ اس کے برسر اقتدار آنے سے پہلے اس کا خاندان بنو نضر کہلاتا تھا جس کی کچھ شاخیں مکہ میں اور بیشتر مکہ سے باہر مختلف وادیوں میں بکھری ہوئی تھی۔ بنو نضر کا پیشہ تجارت تھا لیکن اس وقت تک بیرونی ملکوں سے ان کے تجارتی روابط نہیں تھے، نہ دولت و ثروت ان کے پاس زیادہ تھی۔ قُصَی نے بنو نضر کے سارے پراگندہ خاندانوں کو مکہ میں زمینیں دیکر الگ الگ محلوں میں بسا دیا، اس عمل کے بعد بنو نضر کا نام قریش (مُتحد و مُجتمع) پڑگیا اور قُصَی کو مُجمّع (متحد کنندہ) کے پُر افتخار لقب سے یاد کیا جانے لگا[1]۔ قُصَی نے دار الندوہ قائم کیا اور اس کا دروازہ خانہ کعبہ کی طرف رکھا، قریشی اکابر سارے اہم معاملات اسی جگہ طے کرتے تھے، جنگ و صلح کے مسائل پر اسی جگہ غور و خوض کیا جاتا تھا، قریش کے تجارتی قافلے یہیں سے روانہ ہوتے تھے، بچوں کی ختنہ یہیں ہوتی تھی، شادی بیاہ کی تقریبات یہیں منعقد ہوتی تھیں، قریشی لڑکیاں جب بالغ ہوتیں تو ان کے بلوغ کا لباس ایک پبلک تقریب کے ساتھ دار الندوہ میں انھیں پہنایا جاتا تھا اور شادی کرنے والے اس موقع پر بیویوں کا انتخاب کرلیتے تھے۔ قُصَی اپنے کارناموں کے باعث قریش کا ہیرو اور آمر بن گیا، قریشی اکابر اس کی رائے کا ویسا ہی احترام کرتے، جیسا مذہبی احکامات کا کیا جاتا ہے۔ قُصَی ہر تاجر سے جو مکہ میں داخل ہوتا دس فیصد ٹیکس لیتا تھا، اس نے خانہ کعبہ اور حج سے متعلقہ عہدوں کی از سرِ نو تنظیم کی، زائرین کعبہ اور حاجیوں کے آرام، اپنی اور اپنے قبیلہ کی ناموری اور عربوں کی نظر میں سرخروئی کے لئے اس نے دو نئے ادارے قائم کئے ــــ رِفادہ و سِقایہ، رفادہ کے ماتحت حاجیوں کو حج کے اہم اجتماعات کے موقع پر مفت کھانا کھلایا جاتا تھا اور سِقایہ کے ماتحت مناسک حج کے دوران مفت پانی فراہم کیا جاتا تھا۔ ان دونوں اداروں کے عظیم مصارف کے لئے قُصَی خود چندہ دیتا اور قریش کے مالدار لوگوں سے بھی چندہ لیتا تھا[2]۔ چندہ مہم کا آغاز قُصَی نے اس تقریر سے کیا: معشر قریش، آپ لوگ خدا کے

---

[1] ابن سعد (کتاب طبقات الکبیر، بیروت) ۱/۴۸، ۵۰، ۵۳، ۵۴

[2] ایضاً ۱/۶۷-۷۱، ابن ہشام (سیرۃ رسول اللہ، لندن) ص ۸۰-۸۵، انساب الاشراف (بلاذری مصر) ۱/۴۹-۵۰

پڑوسی ہیں، اس کے گھر والے اور حرم کے مجاور، حاجی خدا کے مہمان ہیں اور اس کے گھر کے زائر، ہر دوسرے مہمان سے خاطر مدارات کے زیادہ مستحق، اس لئے حج کے دوران ان کے کھانے پینے کا بندوبست کیجئے ۔ یا معشر قریش، انکم جیران الله و أهل بيته و أهل الحرم و إن الحاج ضيفان الله و زوار بيته و هم أحق الضيف بالكرامة فاجعلوا لهم طعاما و شرابا أيام الحج حتى يصدروا عنكم[1]۔

قصی کے چار لڑکے تھے۔ عبد الدار، عبد مناف، عبد العزیٰ، اور عبد قصی، آخری تینوں نے اپنی وسیع تجارت، دولت، داد و دہش اور صلہ رحمی سے معاشرہ میں خوب وجاہت حاصل کرلی تھی، لیکن سب سے بڑا لڑکا عبد الدار جو قدرتی طور پر کم صلاحیت تھا، سماجی افق پر نہ چمک سکا، اس کی تلافی قصی نے اس طرح کی کہ عبد الدار کو حج، کعبہ اور مشاورتی و فوجی امور سے متعلقہ وہ سارے عہدے دیدئے جن کی نگرانی اعلیٰ خود اس کے ہاتھ میں تھی ۔ رفادہ، سقایہ، حجابہ، لواء اور ندوہ[2]۔

قصی کی وفات پر اس کا دوسرا لڑکا عبد مناف جو اپنے حسن وجمال کے باعث قمر کہلاتا تھا مکہ کا حاکم اور قریش کا زعیم اعلیٰ ہوا، اس کے چھ لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں، لڑکیاں دولتمند، معزز اور با اثر قریشی اکابر کو بیاہی تھیں، لڑکے سب ہونہار نکلے، چار نے تجارت کو غیر معمولی فروغ دیا اور معاشرہ میں نمایاں وقار حاصل کیا۔ مطلب، ہاشم، عبد شمس اور نوفل۔ اب تک قریش کی تجارت مکہ اور آس پاس کے ہاٹوں تک محدود تھی، بیرونی ملکوں سے ان کے تجارتی تعلقات نہیں تھے۔ دوسری اقوام کے لوگ ۔ فارسی، نبطی اور شامی سامان تجارت لے کر مکہ آجاتے تھے اور قریش ان سے خرید کر مکہ اور قریب کے بازاروں میں جو وقتاً فوقتاً منعقد ہوتے

---

[1] ابن سعد ۱/۷۳، انساب الاشراف ۱/۵۲

[2] ابن سعد ۱/۷۳، انساب الاشراف ۱/۵۲، ابن ہشام ص۸۳

رہتے تھے جیسے عُکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز بیچ دیا کرتے تھے[1]۔

تجارت کی ترقی اور رفاہی جذبہ میں ہاشم اپنے سارے بھائیوں سے بازی لے گیا تھا۔ وہ شام گیا، وہاں ہر دن ایک بکری ذبح کرتا اور اس کا سالن (ثرید) پکوا کر آس پاس جو لوگ ہوتے انھیں کھلا دیتا، اس کی فیاضی کے چرچے ہونے لگے، کسی افسر نے بادشاہِ شام قیصر کو ہاشم کی انوکھی ضیافتوں سے مطلع کیا، ہاشم بڑا خوش رو اور متناسب اعضاء جوان تھا، قیصر نے اسے بلا بھیجا، اس کی جسمانی ملاحت اور عمدہ گفتگو سے وہ کافی متاثر ہوا، ایک دن ہاشم نے قیصر سے کہا: میری قوم تجارت پیشہ ہے، اگر آپ انھیں ملک میں تجارت کرنے کی اجازت دیدیں تو وہ حجاز سے اعلیٰ قسم کے چمڑے کا سامان اور عمدہ یمنی کپڑا لاکر آپ کے ملک میں بیچدیا کریں گے جس سے آپ کے ملک کی معیشت کو فائدہ ہوگا۔ قیصر نے اجازت پر مشتمل دستاویز لکھدی[2]۔ ہاشم یہ دستاویز لے کر واپس ہوا اور مکہ۔ شام کی تجارتی شاہراہ پر آباد عرب قبیلوں کے زعیموں سے ملا اور انھیں قیصر کی تحریر دکھا کر کہا کہ اگر تم اپنے اپنے علاقوں میں قریش کے قافلوں کو سلامتی سے گزرنے کی تحریریں لکھ دو تو اس کے بدلہ میں تمھارا سامان بلا اجرت شام کے بازاروں میں لے جاکر بکوا دوں گا اور نفع مع راس المال تمھیں دیدوں گا۔ وہ تیار ہو گئے اور تحریریں لکھدیں۔ ہاشم کے بڑے بھائی مُطّلب نے یمن کے رئیسوں سے تجارت کے لئے اجازتنا اور راستے کے قبائلی سرداروں سے قافلوں کی سلامتی کی ضمانت لے لی۔ عبدشمس نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی سے تجارتی پرمٹ لے لیا اور سب سے چھوٹے بھائی نوفل نے شہنشاہ کسریٰ سے عراق میں تجارت کے لئے لائسنس حاصل کر لیا اور عراق۔ مکہ کی راہ پر جو قبیلے آباد تھے ان کے سرداروں سے قافلوں کی سلامتی سے گذرنے کے ضمانت نامے لے لئے[3] اس طرح قریش کے لئے پڑوسی

---

[1] منمق (ابن حبیب، حیدرآباد ہند) صہ ۳۱-۳۲ [2] ایضاً صہ ۳۳

[3] ابن سعد ۱/۷۸، انساب الاشراف ۱/۵۹، منمق صہ ۳۱-۳۲

ملکوں میں تجارت کا ایک نیا اور بڑا وسیع میدان کھل گیا۔ وہ گرمی کے چھ ماہ میں شام کو قافلے لے جاتے تھے اور سردی کے چھ ماہ میں یمن، حبشہ اور عراق کو اور ہر ملک کا سامان ایک ملک سے دوسرے ملک کو منتقل کرتے اور بیچ کر خوب نفع کماتے تھے۔

مکہ میں ایک بار بارش کا سخت قحط پڑا، ہاشم شام گیا اور بڑی مقدار میں روٹی پکوائی اور بوریوں میں بھر وا کر مکہ لایا، اونٹ جو روٹی لاد کر لائے تھے ذبح کرا دئے اور ان کے گوشت نیز روٹی کا سالن (ثرید) پکوا کر شہر کے لوگوں کو خوب سیر شکم ہو کر کھلایا، اس کار خیر سے پیدا ہونے والی نیکنامی پر ہاشم کے بھتیجے اُمیّہ بن عبد شمس کو رشک ہوا، اُمیہ خود بھی بڑا مالدار تاجر تھا، ہاشم کی نیکنامی اور بڑھتی ہوئی وجاہت کی عمارت ڈھانے کے لئے اس نے بھی اہل مکہ کی ضیافت کی لیکن اس کا کھانا کمیت اور کیفیت دونوں میں ہاشم کے کھانے سے گھٹیا تھا۔ ہاشم کے احباب اور مداحوں نے اُمیّہ کے کھانے کا مذاق اڑایا اور اسے بدنام کرنے کی کوشش کی، اُمیّہ مشتعل ہو گیا، اس کا دل ہاشم اور اس کے ہوا خواہوں کی طرف سے مکدر ہو گیا، اس نے ہاشم سے کہا: چلو کسی بڑے آدمی کی رائے لیں کہ ہم دونوں میں سے کسے زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ اس طرح کا مقابلہ عرف عام میں مُنافرت کہلاتا تھا اور عرب معاشرہ میں ایسے لوگ جو صلہ رحمی، حاجت مندوں کی دستگیری اور عوام کی ضیافت کر کے ایک دوسرے کے حریف ہو جاتے تھے کسی کاہن، رئیس کبیر یا کسی اور بڑی ہستی سے اپنی تحسین و تقدیر کراتے تھے اور اس کے فیصلہ کا احترام کرتے تھے۔ ہاشم نے اپنی بڑھی ہوئی نیکنامی اور سنجیدہ مزاجی کے باعث مُنافرت کے لئے اُمیّہ جیسے نو عمر کا مدمقابل بننا مناسب نہ سمجھا لیکن اس کے حامیوں نے جب اسے مجبور کیا تو وہ اس شرط پر تیار ہو گیا کہ ہارنے والا جیتنے والے کو پچاس نیتی اونٹ دے گا اور اسے دس سال کے لئے جلاوطن بھی ہونا پڑے گا۔ امیہ نے دونوں شرطیں مان لیں۔ دونوں ایک کاہن کے پاس گئے۔ اس نے ہاشم کو اُمیّہ سے افضل قرار دیا۔ اُمیّہ کو پچاس اونٹ دینا پڑے جنھیں ذبح کر کے ہاشم نے اہل مکہ کی ضیافت کی، اُمیّہ کو شرط کے

مطابق دس سال تک شام میں جلاوطنی بھی اختیار کرنا پڑی۔ کہاجاتا ہے کہ اُس وقت سے ہاشم اور اُمیّہ کے تعلقات کشیدہ ہو گئے اور دونوں کے خاندانوں میں رقابت، حسد اور نفسیاتی انحراف کا بیج پڑ گیا۔[1]

جیسے جیسے قریش کی دولتمندی بڑھتی گئی اور اسی تناسب سے ان کی داد و دہش، رفاہی سرگرمیاں اور قبائلی مواخذات میں مالی اعانت بھی، ویسے ویسے ان کے اکابرین رعونت پیدا ہوتی گئی اور رقابت کا جذبہ شدید تر ہوتا گیا۔ اس رعونت و رقابت کا ایک بڑا مظہر وہ جھگڑا تھا جس نے قُصَیّ کے پوتوں بنو عبد مناف اور بنو عبدالدار کے درمیان سر اٹھایا۔ بنو عبد مناف (مطلب، ہاشم، عبد شمس اور نوفل) نے محسوس کیا کہ تمول اور سماجی سرخروئی میں ہم بنو عبد الدار سے بہت آگے بڑھ گئے ہیں اس لئے ان کی نسبت ہمیں کعبہ، حج، مشاورت اور فوجی امور سے متعلقہ اعلیٰ عہدوں۔ رفادہ، سقایۃ، حجابۃ، لواء اور ندوہ پر فائز ہونے کا زیادہ حق ہے، بنو عبدالدار ان کا یہ حق تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ دو قرشی گھرانوں کے علاوہ جو غیر جانبدار رہے باقی سارے قریش کی دو پارٹیاں ہو گئیں، ایک بنو عبد مناف کے حمایتیوں کی، دوسری بنو عبد الدار کے ہوا خواہوں کی۔ بنو عبد مناف کی پارٹی میں یہ خاندان تھے ـــــ بنو اسد، بنو زہرہ، بنو تیم اور بنو حارث، بنو عبدالدار کی پارٹی میں بنو مخزوم، بنو سہم، بنو جمح اور بنو عدی تھے یہ دسوں خاندان قریب یا دور کے خونی و ازدواجی رشتوں میں بندھے ہوئے تھے، اس کے باوجود خاندانی اعزاز اور شخصی پندار کے تقاضوں نے ان میں پھوٹ ڈالدی۔ بنو عبد مناف کی پارٹی نے عہد کیا کہ اگر صلح و آشتی سے ان کے مطالبے نہ مانے گئے اور جنگ تک نوبت پہنچی تو وہ پورے عزم اور یکجہتی کے ساتھ دوسری پارٹی سے لڑیں گے، پارٹی کے سارے اراکین نے یہ عہد کیا اور اسے زیادہ پختہ کرنے کے لئے ایک خوشبودار مرکب گھولا، اس سے ہاتھ رنگے اور کعبہ کی دیواروں پر چھاپ لگادی، اس عمل کے

---

[1] ابن سعد ۷۶/۱، انساب الاشراف ۵۸/۱

کے باعث ان کا لقب مُطَیَّبُون پڑ گیا، دوسری پارٹی کے ارکان نے ذبح کئے ہوئے جانور کے خون میں ہاتھ رنگ کر ان کا نقش کعبہ کی دیوار پر لگا دیا، بعض ارکان نے کچھ خون چاٹ لیا، یہ پارٹی اُحلاف اور لَعَقَۃُ الدم کے نام سے مشہور ہوئی۔ دونوں فریقوں نے پہلے مصالحت کی کوشش کی لیکن جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو ان کی فوجیں ایک دوسرے کے بالمقابل صف آرا ہوگئیں۔ اس نازک وقت میں طرفین کے انجام پر نظر رکھنے والے عناصر کو اپنے اپنے موقف سے ہٹ کر اس سمجھوتہ کے لئے تیار ہونا پڑا کہ رِفادہ اور سِقایہ کے عہدے بنو عبد مناف کو دیدیئے جائیں اور لواء حجابہ اور ندوہ کے مناصب پر بنو عبد الدار فائز رہیں[۱]۔ اگرچہ پانچ عہدوں میں سے بنو عبد مناف کو دو عہدے ہی ملے تاہم یہ عہدے تھے سب سے زیادہ اعزاز کے حامل، ان پر فائز ہونے والا قریش کا سب سے مالدار و مخیر شخص سمجھا جاتا تھا اور اس کی طرف سے مفت کھانا اور پانی پاکر ہزاروں عرب زائرین کعبہ کے دلوں میں اس کی عزت کا نقش بیٹھ جاتا تھا، اس عزت کے بنو عبد مناف بھوکے تھے اور یہ انھیں حاصل ہوگئی۔ عبد مناف کے لڑکوں (مطلب، ہاشم، عبد شمس اور نوفل) نے دونوں عہدوں کے لئے قُرعہ ڈالا، قُرعہ ہشام کے حق میں نکلا، اس وقت ہاشمی و مطلبی خاندانوں میں ہاشم ہی سب سے زیادہ مستعد، مالدار اور خیر خیرات کرنے والا شخص تھا، ہاشم ایک بڑی رقم رِفادہ اور سِقایہ کے لئے اپنے پاس سے دیا کرتا تھا اور قریش سے بھی چندہ لیتا تھا۔ رِفادہ و سِقایہ کا اعزاز پاکر اس نے ایک تقریر کی جس میں کہا: معشر قریش، آپ خدا کے پڑوسی ہیں اور اس کے گھر والے، موسم حج میں زائرین آکر خدا کے گھر کی تعظیم کرتے ہیں اس لئے وہ خدا کے مہمان ہوئے، خدا کا مہمان ہر مہمان سے عزت و احترام کا زیادہ حقدار ہے، خدا نے اپنی مہمانی کے فرائض کے لئے صرف آپ کو منتخب کرکے آپ کی عزت افزائی کی ہے، لہذا مہانوں کی خاطر تواضع کیجئے جو ہر علاقہ سے لاغر تھکے اونٹوں پر پریشان حال

---

[۱] ابن سعد ۱/۷۷، ابن ہشام صـ۸۴، انساب الاشراف ۱/۵۵-۵۶

آتے ہیں، گرمی اور عرصہ تک غسل نہ کرنے سے جن کے جسم بودار ہوجاتے ہیں، جن کے کپڑوں میں کھٹمل پڑ جاتے ہیں، جن کا زاد راہ ختم ہوجاتا ہے، ان کی ضیافت کیجئے اور پانی پلایئے ـــ یامعشر قریش إنکم جیران اللہ و أھل بیتہ و إنہ یأتیکم فی ھذا الموسم زوار اللہ یعظمون حرمۃ بیتہ نھم ضیف اللہ و أحق الضیف بالکرامۃ ضیفہ و قد خصکم اللہ بذلك و أکرمکم بہ وحفظ منکم أفضل ما حفظ جار من جارہ، فاکرموا ضیفہ و زوارہ یأتون شعثا غبرا من کل بلد علی ضوامر کالقداح قد أزحفوا و تفلوا و قملوا و أرملوا فاقروھم و اسقوھم[1] ہاشم چاہ زمزم کے پاس چمڑے کے حوض بنواتا تھا، کنوؤں سے پانی منگوا کر حوضوں کو بھرتا تھا اور حاجیوں کو پانی پلاتا تھا۔ مکہ، منیٰ اور عرفات میں ان کی ضیافت کرتا تھا، ضیافت میں روٹی، گوشت کا سالن (ثرید)، کبھی روٹی اور مکھن کا سالن ہوتا تھا، ستو اور کھجور بھی تقسیم کراتا تھا۔ مکہ سے آٹھ نو میل منیٰ میں بھی ہاشم نے پانی پلانے کا انتظام کیا تھا۔

ہاشم رسول اللہ صلعم کا پردادا تھا اور اپنے پردادا قصیٰ کی طرح موحد لیکن مورتیوں کی تعظیم بھی کرتا تھا، ہاشم کے چھ بیویوں سے چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں تھیں جو قریش کے اعلیٰ خاندانوں میں بیاہی تھیں۔ ہاشم کی ایک بیوی سلمیٰ مدینہ کے قبیلۂ خزرج کے ایک رئیس کی بیوہ لڑکی تھی اور ہاشم کی طرح تجارت کرتی تھی، ہاشم نے ایک تجارتی سفر کے دوران مدینہ میں اس سے شادی کرلی اور شادی کے بعد اپنے تجارتی قافلہ کے ساتھ شام چلا گیا، وہاں بمقام غزہ بیمار پڑا اور ایسا کہ جانبر نہ ہوسکا۔ آٹھ نو ماہ بعد ہاشم کی بیوہ کے بطن سے شیبہ نامی ایک لڑکا پیدا ہوا جس نے عبدالمطلب کے نام سے شہرت حاصل کی۔ یہ ہاشم کا سب سے زیادہ لائق، ہوشمند اور نامور لڑکا تھا، بڑا قدآور، حسین وجمیل اور اپنے عہد میں مکہ کے مذہبی، قبائلی اور سیاسی افق کا سب سے روشن ستارہ تھا، ہاشم نے وفات کے وقت اپنے بڑے بھائی مطلب کو رفادہ اور سقایہ کے عہدے

---

[1] ابن سعد ۱/۷۸، انساب الاشراف ۱/۸۲-۸۳

سونپ دئے تھے[1]۔ ایک تجارتی سفر کے دوران مطلب کا یمن کے شہر ردمان میں انتقال ہوگیا، مکہ کی ریاست اعلیٰ اور رِفادہ وسِقایہ کے عہدوں پر عبدالمطلب جو اس وقت خوب جوان تھے فائز ہوئے۔ عبدالمطلب کے بارے میں عربی آثار و اخبار کے چند اقتباسات حسب ذیل ہیں:

عبدالمطلب خدا پرست آدمی تھے، ان کی نظر میں ظلم اور بدکرداری گناہ عظیم تھے (کان عبدالمطلب یتألہ ولیعظم الظلم والفجور)۔ عبدالمطلب ہر قریشی سے زیادہ وجیہ، قدآور، بردبار، فیاض اور ہر طرح کے عیوب سے پاک تھے، جو بادشاہ انھیں دیکھتا ان کی عزت کرتا اور ان کی سفارش کو شرف قبول عطا کرتا، وہ آخری دم تک قریش کے زعیم اعلیٰ رہے۔ عبدالمطلب اور ان کا حریف (ابوسفیان کا والد) حرب بن اُمیہ بن عبدشمس منافرت کے لئے حبشہ کے شاہ نجاشی کے پاس گئے، اس نے دونوں کی تثمین و تقدیر کرنے سے انکار کردیا، پھر انھوں نے ایک غیر جانبدار قرشی بزرگ نُفَیل بن عبدالعزیٰ عَدَوی کو ثالث بنایا اور اس سے پوچھا کہ ہم دونوں میں سے کون زیادہ بافضیلت ہے۔ نُفَیل نے حرب بن اُمیہ کو مخاطب کرکے کہا: ابوعمرو تم ایسے شخص سے مناقب میں مقابلہ کرنے چلے ہو جو تم سے قد میں لمبا ہے، جس کا سر تمہارے سر سے بڑا ہے، جو تم سے زیادہ شکیل وجمیل ہے، جس میں کمزوریاں تم سے کم ہیں، جس کی اولاد تم سے زیادہ ہے، جو تم سے زیادہ گرانقدر عطیے دیتا ہے اور جسے بات کرنے کا تم سے بہتر سلیقہ ہے۔

یا اباعمرو أتنافر رجلاھو أطول منك قامة و أعظم منك ھامة و أوسم وسامة وأقل منك لامة و أكثر منك ولدا و أجزل منك صفدا و أطول منك مذودا۔[2]

"عبدالمطلب توحید کے قائل تھے، عہد وپیمان کا پاس کرتے تھے، انھوں نے ایسے ضابطے وضع کئے جن میں سے بیشتر کا قرآن نے حکم دیا ہے اور جن پر رسول اللہؐ عمل کرتے تھے۔ مثلاً

---

[1] ابن سعد ۱/ ۶۸، ۶۹

[2] ایضاً ۱/ ۸۵، ۸۷، انساب الاشراف ۱/ ۷۳

عہد وپیمان کی پابندی، دیت میں دس کی جگہ سو اونٹ ادا کرنا، ذو محرم سے نکاح کی ممانعت، گھروں میں پچھلے دروازوں سے داخل ہونے کی ممانعت، چور کا ہاتھ کاٹنا، بچیوں کو افلاس یا شادی کے عار سے قتل کرنے کی ممانعت، مُباہلہ کرنا، تحریم شراب وزنا، حدزنا، قرعہ اندازی، ننگے بدن خانہ کعبہ کے طواف کی ممانعت[۱]۔

عبدالمطلب نے چھ شادیاں کیں، اُن کے ڈیڑھ درجن بچے تھے، بارہ لڑکے چھ لڑکیاں[۲]۔ عبدالمطلب کی طرح ان کے سارے لڑکے تنآور، خوبصورت، گورے اور ستواں ناک تھے اور سب کو معاشرہ میں عزت ورسوخ حاصل تھا۔

مکہ اور اس کے آس پاس کئی برس تک بارش نہیں ہوئی، پانی اور چارہ کی قلت کے باعث بہت سے مویشی ہلاک ہوگئے۔ ہاشم کی پوتی اور عبدالمطلب کی بھتیجی رُقیقہ نے خواب دیکھا کہ کوئی اس سے کہہ رہا ہے کہ ایک ایسا شخص منتخب کرو جس کا حسب نسب اچھا ہو، قد لمبا، رنگ گورا، بھویں جُڑی ہوئی، پلکیں لمبی، بال گھنگرالے، گلے چکنے، ناک پتلی، یہ شخص اپنے لڑکوں اور شہر کے ہر خاندان کے ایک مرد کے ساتھ پاک وصاف ہوکر ابو قبیس پہاڑی پر کھڑا ہوکر استسقار کی دعار مانگے۔ عبدالمطلب میں مذکورہ صفات موجود تھیں، وہ مردوں اور عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ ابوقُبیس پر چڑھ گئے اور یہ دعار مانگی: مالک، یہ تیرے غلام اور غلاموں کے غلام ہیں، تیری کنیزیں اور کنیزوں کی بچیاں، ہم جس مصیبت میں مبتلا ہیں تو اس سے واقف ہے، بارش کے مسلسل قحط سے چوپائے اور مویشی ہلاک ہوگئے اور انسانوں کی جان پر بن آئی ہے، مالک قحط دور کردے اور مینہ برسادے۔ لاھُمّ ھؤلاء عبیدك وبنو عبیدك وإماؤك وبنات إمائك وقد نزل بنا ما ترى وتتابعت علینا ھذہ السنون فذھبت بالظلف

---

[۱] یعقوبی (تاریخ، بیروت) ۲/۱۰-۱۱

[۲] ابن سعد ۱/۹۲-۹۳

والخُف و أشفقت علی الانفس نأذہب عنا الجدب وأتتنا بالحیا والخصب[1]۔ ذرا دیر بعد اتنی بارش ہوئی کہ وادیاں بہنے لگیں۔

مَخرمہ بن نوفل: عبدالمطلب کے انتقال کے وقت میں بیس سال کا تھا، میری ماں رُقیقہ بنت ابوصیفی بن ہاشم نے مجھ سے کہا: بیٹے، نانا کے غم میں قمیص پھاڑ ڈالو، اب کس کے لئے اسے محفوظ رکھنا ہے۔ میں نے دیکھا کہ عبدمناف کی عورتوں نے (عبدالمطلب کے سوگ میں) اپنے بال کاٹ ڈالے ہیں۔ وفات کے وقت ان کی عمر اسی نوے کے درمیان بتائی جاتی تھی، ان کا قد بالکل سیدھا تھا، وہ پہلے شخص تھے جو غارِ حرا میں عبادت کے لئے جاتے تھے (کان اول من تحنّث بحراء)، جب رمضان کا چاند نکلتا تو وہ غارِ حرا میں داخل ہوجاتے اور مہینہ ختم کرکے نکلتے، (غارِ حرا میں) غریبوں کو کھانا کھلاتے، کعبہ کا بکثرت طواف کرتے، مکہ میں ظلم وستم انھیں سخت ناپسند تھا[2]۔

رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے وقت قریش

چھٹی صدی عیسوی کے نصف آخر میں حجاز کے عرب قبائل میں قریش کا قبیلہ سب سے زیادہ متمدن تھا، خانہ بدوش عربوں کے برخلاف جو سال کے بیشتر حصہ میں گھاس اور پانی کی تلاش میں صحرانوردی کیا کرتے تھے قریش کی بود وباش ایک میدانی شہر میں تھی جس کا نام مکہ تھا، بکریاں اور اونٹ پالنے کے مروجہ عرب پیشہ کی بجائے وہ تجارت کرتے تھے، پرچون اور تھوک دونوں، پرچون تجارت کم استطاعت قریشی کرتے تھے، تھوک تجارت متمول اور سرمایہ دار لوگ، مردوں کے علاوہ عورتیں بھی تجارت کرتی تھیں، کچھ خود بیچتی تھیں اور کچھ اجرت پہ کارندوں سے خرید وفروخت

[1] ابن سعد ۱/۸۹-۹۰، انساب الاشراف ۱/۸۲-۸۳

[2] انساب الاشراف ۱/۸۴

کرائی تھیں۔ قریش میں لکھنے پڑھنے کا بھی رواج تھا، متوسط اور اعلیٰ درجہ کے قرشی تاجر بالعموم اپنا حساب کتاب رکھنے اور خط وکتابت کرنے کی حد تک لکھنا پڑھنا جانتے تھے، ان کے بعض افراد جیسے ورقہ بن نوفل اور نضر بن حارث عبرانی، سریانی اور فارسی زبانوں سے بھی واقف تھے اور انجیل، توراۃ، زبور اور اوستا کا مطالعہ کرتے تھے۔ قریش کی تمدنی ترقی کے دو سبب تھے: ایک خانہ کعبہ اور متعلقہ اداروں کی تولیت اور دوسرا بیرونی متمدن ملکوں سے تجارتی روابط خانہ کعبہ توحید کا قدیم مرکز تھا جسے تین ہزار برس پہلے پیغمبر ابراہیمؑ نے قائم کیا تھا، ابراہیمؑ کے لڑکے اسماعیلؑ کے بعد ان کے جانشینوں کی معرفت مکہ کی مٹی میں بعض اہم اخلاقی و انسانی قدریں جڑ پکڑ گئی تھیں۔ رفادہ اور سقایہ کے اداروں کی عظیم مالی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ایک طرف قریش میں تجارت کے ذریعہ دولت کمانے کا داعیہ پیدا ہوا تو دوسری طرف اس اعزاز و وجاہت کے شایان شان زندگی بسر کرنے کی اہمیت کا احساس بیدار رہا جو مفت کھانا کھلانے اور پانی پلانے سے ہزاروں عربوں کی نظر میں انھیں حاصل ہو گئی تھی، اس احساس کے ماتحت وہ گھٹیا، نازیبا اور رسواکن کاموں سے بالعموم احتراز کرتے تھے۔ دارالندوہ نے ان میں سماجی شعور اور جنگ وتشدد کی بجائے حتی الامکان مشورہ کے ذریعہ خاندانی، قبائلی اور بین القبائلی معاملات طے کرنے کی عادت ڈال دی تھی۔ وہ پڑوس کے ان چار ملکوں میں تجارتی قافلے لے کر جایا کرتے تھے۔ عراق، شام، یمن اور حبشہ۔ یہاں کی متمدن ہوا میں سانس لینے، مدنیت کے مظاہر دیکھنے، عیسائی، یہودی اور صابئی مذاہب کے لوگوں سے میل جول، علماء اور مذہبی رہنماؤں سے تبادلہ خیال کرنے، مالدار تاجروں سے خلط ملط رکھنے، رسم ورواج سیاست ومعاشرت کی جھلکیاں دیکھنے سے ان کی ذہنی سطح بلند ہو گئی تھی، انھوں نے ان ملکوں کے ایسے طور وطریق اختیار کر لئے تھے جن پر عربی ماحول میں عمل کرنا ممکن تھا۔

قریش میں نہ ملوکیت تھی نہ آمریت، ان کے دس بارہ ممتاز خاندان تھے جن کے اکابر نے اپنی دولتمندی اور صلہ رحمی سے اپنے خاندانوں میں اعزاز وسوخ حاصل کر لیا تھا۔

یہ اکابر دار الندوہ میں بیٹھ کر خاندانی، قبائلی اور بین القبائلی مسائل پر گفتگو کرکے فیصلے کیا کرتے تھے، فیصلے متفقہ یا اکثریت کی رائے سے ہوتے تھے۔ ہر خاندان کو اکثریت کی رائے سے اختلاف کرنے کا حق تھا، اس صورت میں بالعموم اس کے خلاف کوئی تعزیری کارروائی نہیں کی جاتی تھی البتہ وہ ہدفِ ملامت بن جاتا تھا۔ قبیلہ میں نسبی شرافت کے بعد عزت و رسوخ حاصل کرنے کے دو طریقے تھے: دولتمندی اور دولت کو اپنے کنبہ کے علاوہ دوسرے ضرورتمندوں، بھوکوں، قحط زدوں، قرض داروں، رفاہی کاموں اور ہنگامی مالی مواخذات پر خرچ کرنا۔ چونکہ سب خاندانوں کی دولت اور داد و دہش یکساں نہ تھی اس لئے قبیلہ میں سب کی عزت و رسوخ بھی یکساں نہ تھا۔ رسول اللہؐ کے زمانہ میں سب سے زیادہ دولتمند اور داد و دہش کرنے والے خاندان تین تھے، بنو ہاشم و مطّلب، بنو اُمیّہ اور بنو مخزوم۔ بنو ہاشم و مطّلب کے خاندان میں رفادہ و سقایہ کے ادارے بھی تھے اس لئے انھیں قبیلہ سے باہر سارے ملک کے عربوں میں بھی عزت و وجاہت حاصل تھی، اس وجاہت نے ان کی مقامی عزت و وقار میں چار چاند لگا دئے تھے اور سارے قرشی خاندانوں میں انھیں ایک امتیازی مقام حاصل ہوگیا تھا۔ اکثر قرشی خاندانوں اور بالخصوص ان تینوں میں دولت بڑھانے اور اسے اعانتی کاموں میں خرچ کرکے معاشرہ میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر عزت و رسوخ حاصل کرنے کا مقابلہ رہتا تھا۔ کم عزت اور کم دولت خاندان زیادہ دولتمند اور زیادہ معزز خاندانوں پر رشک کرتے تھے جس میں حسد کی بھی چاشنی ہوتی تھی لیکن وہ لڑتے نہ تھے، لڑائی کی جگہ ان خاندانوں یا ان کے افراد میں منافرت نے لے لی تھی۔ جب دو خاندانوں کے دو ممتاز فرد معاشرہ میں اپنی دولتمندی، اعلیٰ نسب، داد و دہش اور نیکنامی کے باعث سمجھتے کہ ہم دوسرے سے بہتر ہیں تو وہ کسی کاہن، کسی عظیم ہستی یا بھروسہ کے آدمی کو ثالث بنا کر اس سے اپنی تثمین و تقدیر کراتے تھے۔ اس طرح کی تثمین و تقدیر کرانے والے قرشی افراد و خاندانوں کے چند نام یہ ہیں: ہاشم و اُمیّہ بن عبد شمس، عبد المطلب اور حرب بن اُمیّہ، عائذ بن عبد اللہ مخزومی اور حارث بن اسد بن عبد العزیٰ، خاندان

قصیؔ اور خاندان مخزومؔ، خاندان مخزوم اور خاندان اُمیّہ۔[1]

اکابر قریش نہ خود لڑتے تھے نہ پڑوس کے عرب قبیلوں میں لوٹ مار کرتے تھے جیسا کہ دوسرے بہت سے قبیلے قحط، ناداری یا انتقامی جذبہ کے ماتحت کیا کرتے تھے، قریش حتی الامکان خون ریزی سے بچتے اور بدامنی کی فضا پیدا نہ ہونے دیتے تھے۔ مکہ کے باہر مشرق میں دور تک بہت سے چھوٹے بڑے قبیلے آباد تھے، قریش کے مُورث اعلیٰ اسماعیلؑ کی اولاد میں جیسے کِنانہ، نضر بن کنانہ، اسد بن کنانہ، دِلیش، احابیش، مالک بن نضر، فہر بن مالک، مُحارب بن فہر، لُوَیّ بن غالب، کعب بن لوی، اور مُرّہ بن کعب۔ ان قبیلوں کے پڑوس میں غیر اسماعیلی نسل کے متعدد قبیلے آباد، اسماعیلی وغیر اسماعیلی قبیلوں میں گاہے گاہے لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے تھے، کبھی اسماعیلی قبیلہ کا کوئی شخص غیر اسماعیلی قبیلہ کے کسی فرد کو طیش میں آکر یا کسی بدعنوانی پر مار ڈالتا تھا اور کبھی غیر اسماعیلی قبیلہ کا کوئی آدمی اسماعیلی قبیلہ کے آدمی کے ساتھ اسی طرح کی کوئی حرکت کر بیٹھتا تھا جس کے نتیجہ میں دونوں قبیلوں میں لڑائی ٹھن جاتی تھی۔ اسماعیلی قبیلوں نے اپنے ہاتھ مضبوط کرنے، اپنی دفاع موثر بنانے اور غیر اسماعیلی قبیلوں کے جارحانہ رجحانات کی روک تھام کے لئے قریش اکابر سے باہمی مدد کے معاہدے کر لئے تھے جنھیں عرف عام میں حِلف کہتے تھے اور حِلف کرنے والوں کو حلیف۔ اگر ایک حلیف پر کوئی پڑوسی قبیلہ دست درازی کرتا تو دوسرے حلیف پر اس کی مدافعت کرنا لازم تھا۔ قریش نے ایسے غیر اسماعیلی قبیلوں سے بھی باہمی مدد کے معاہدے کر لئے تھے جو ایک زمانہ میں مکہ کے حکمران اور کعبہ کے متولی رہے تھے، جنھیں بعد میں قریش کے پہلے حاکم قُصَیّ نے مکہ سے نکال دیا تھا یا جو ناساعد حالات سے مجبور ہو کر خود مکہ چھوڑ کر آس پاس کی وادیوں میں بس گئے تھے جیسے خُزاعہ کی شاخیں۔ یہ حلیف قبیلے جنگ کی لپیٹ میں آکر قریش اکابر سے مدد مانگتے تو معاہدوں کے تحت انھیں مدد کرنا پڑتی لیکن ان کی

---

[1] منمق صـ ۹۴، ۹۸، ۱۰۳، ۱۰۷، ۱۱۲، ۱۱۴

مد بیشتر ہتھیار، گھوڑوں اور اونٹ یا ان تینوں کی فراہمی کے لئے روپیہ کی شکل میں ہوتی، قریش خود جنگ وقتال میں نہ تو ماہر تھے نہ پیسے کو جان پر قربان کرنا پسند کرتے تھے، وہ مصالحت کے ہر موقع سے فائدہ اٹھا کر لڑائی بند کرا دیتے تھے۔ رسول اللہؐ کے بچپن سے ہجرت تک چالیس پچاس سال کے عرصہ میں قریشی اکابر نے کئی بار اپنے حلیف قبیلوں کی مدد کی جب پڑوسی قبیلے ان سے متصادم ہوئے۔ ان میں سے دو جنگوں نخلہ اور شمطہ میں رسول اللہؐ خود بھی اپنے چچاؤں کے ساتھ شریک ہوئے تھے[1]، ان دونوں میں فریقین کے دو سو سے زائد آدمی ہلاک ہوئے لیکن باقی لڑائیاں معمولی جھڑپوں تک محدود رہیں، ان معرکوں میں جو ایام الفجار کے نام سے مشہور ہیں قریشی اکابر نے جنگ کے دواعی دور کرنے، مقتولین کی دیت ادا کرنے اور فریق مخالف کی تالیف قلب کر کے جنگ ختم کرانے میں نمایاں حصہ لیا۔ بیرونی قبیلوں کے علاوہ قریش نے اپنے خاندانوں سے بھی متعدد حلف کئے تھے جن میں سے حلف فضول کو خاص اہمیت حاصل تھی، یہ حلف ظلم وحق تلفی کا سدباب کرنے کے لئے وجود میں آیا تھا۔ اس کا سیاق و سباق یہ ہے کہ ایک قریشی نے کسی یمنی تاجر کا سامان خریدا اور قیمت ایک مقررہ وقت پر ادا کرنے کا وعدہ کر لیا لیکن وعدہ وفا نہ کیا، جب یمنی تاجر کے سارے تقاضے بے سود ثابت ہوئے تو اس نے ایک ہاٹ میں برملا شکایت کی۔ قریشی اکابر نے جو ہاٹ میں بسلسلہ تجارت آئے ہوئے تھے بہت خفیف ہوئے اور ظلم و بدمعاملگی کی روک تھام کے لئے خاندان ہاشم ومطلب، خاندان زہرہ اور خاندان تیم کے اکابر ایک قریشی رئیس عبداللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے اور معاہدہ کیا کہ اگر مکہ میں کوئی شخص کسی کے ساتھ ظلم و بے انصافی کرے گا تو معاہدہ کرنے والے سارے خاندان اپنے اثر ورسوخ سے کام لے کر مظلوم کا ظالم سے حق دلوا دیں گے[2]

---

[1] انساب الاشراف ۱/ ۱۰۰، ۱۰۲

[2] منمق ص۴۵، ۴۶، ۴۷، ابن سعد ۱/ ۱۲۸، ۱۲۹، یعقوبی ۲/ ۱۷

قریش موحد تھے لیکن ان کا سوادِ اعظم مخصوص مورتیوں ۔ لات، عزیٰ، مناف اور ہُبل کی تعظیم کرتا تھا، اُن کا عقیدہ تھا جیسا کہ متعدد قدیم تہذیب یافتہ اقوام، یونانیوں، ہندوؤں اور صابئہ کا تھا کہ مورتیاں خدا کی مقرب ہستیاں ہیں جن کی اگر تعظیم کی جائے، خوش رکھا جائے، جنھیں نیازمندی دکھائی جائے، جن پر قربانیاں کی جائیں تو وہ خدا سے سفارش کر کے حاجتمندوں کی حاجتیں پوری کرا دیتی ہیں اور ان کے کاموں میں برکت پیدا کرتی ہیں ۔ قریش کے آباؤ اجداد میں مورتیاں رائج کرنے والا پہلا شخص عمرو بن لُحَیّ خِندِفی تھا، اسماعیل کی اولاد میں، قریش کے پہلے حاکم قُصی سے بارہ پشتیں قبل ۔ قریش میں ایسے لوگ ہر زمانہ میں ہوتے رہے جو خالص موحّد تھے، جو دربارِ خداوندی میں بتوں کے مقرب ہونے اور ان کی معرفت خدا سے سفارش کا عقیدہ باطل قرار دیتے تھے، جو مورتیوں کو پتھر کے ڈھانچہ سے زیادہ وقعت نہ دیتے تھے اور اُن لوگوں کو سادہ لوح، کج فہم اور گرفتارِ توہم سمجھتے تھے جو بتوں کی تعظیم کرتے تھے، یہ لوگ خود کو حَنیف اور دینِ ابراہیمی کا پیرو کہتے تھے ۔ ان میں سے چند مشہور یہ ہیں؛

۱۔ ابوکَبْشہ (وجز بن غالب) رسول اللہؐ کی پرنانی کا باپ، یہ مورتیوں اور ان کی تعظیم کرنے والوں کی مذمت کرتا تھا ۔ اسی مناسبت سے بعض قرشی اکابر رسول اللہؐ کا مذاق اڑانے کے لئے انھیں ابوکبشہ کہا کرتے تھے[۱]۔

۲۔ عثمان بن حُویرث بن عبدالعزی بن قُصَیّ ۔ رسول اللہؐ کا ہمعصر[۲]۔

۳۔ وَرَقَہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزی بن قصیّ ۔ خدیجہؓ کا چچا زاد بھائی اور رسول اللہؐ کا ہمعصر[۳]۔

۱؎ انساب الاشراف ۹۱/۱

۲؎ منمق ص۱۷۵

۳؎ ایضاً ص۱۷۶، اغانی ۱۴/۳

۴۔ عبیداللہ بن جحش بن رئاب اسدی۔ رسول اللہؐ کا ہمعصر[1]۔

۵۔ زید بن عمرو بن نُفیل بن عبدالعزیٰ عَدَوی۔ عمر فاروقؓ کا چچازاد بھائی۔ عربی اخبار و آثار میں زید کے بارے میں یہ تصریح ملتی ہے: زید نے بتوں سے قطع تعلق کر لیا تھا، صحیح مذہب کی تلاش میں شام آیا، یہود و نصاریٰ سے گفتگو کی لیکن ان کے مذہب سے مطمئن نہیں ہوا اس نے مردہ، خون اور مورتیوں پر قربانی کا گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا، وہ کہا کرتا تھا کہ میں ابراہیمؑ کے رب کی عبادت کرتا ہوں، وہ ملت ابراہیمی کا پیرو تھا، ایک شخص نے دیکھا کہ زوال آفتاب کے بعد زید نے کعبہ کا رخ کر کے ایک رکعت نماز پڑھی اور دو سجدے کئے، وہ حج کرتا اور عرفہ میں کھڑے ہو کر کہتا ــــ لَبَّیكَ لاشریك لك ولا نِدَ، پھر عرفہ سے چلتے وقت کہتا: لَبَّیكَ متعبداً امرقوقاً۔ زید اُن لڑکیوں کا کفیل ہو جاتا تھا جنھیں ان کے والدین ناداری سے بچنے کے لئے زندہ درگور کرنے کے درپئے ہوتے تھے اور وہ جب بڑی ہو جاتیں تو ان کے والدین سے کہتا: لڑکیوں کو لے لو یا میرے پاس چھوڑ دو۔ عبداللہ بن عمرؓ ــ اعلانِ نبوت سے پہلے رسول اللہؐ زید بن بلدح میں زید سے ملے اور اسے زادِ راہ پیش کیا جس میں گوشت بھی تھا، زید نے یہ کہکر گوشت کھانے سے انکار کر دیا کہ میں ایسے جانور کا گوشت نہیں کھا سکتا جسے خدا کے نام پر ذبح کرنے کی بجائے مورتیوں پر ذبح کیا گیا ہو[2]۔

چند ممتاز قرشی موحد

۱۔ اُمیّہ بن ابی الصلت ثقفی۔ توحید خالص کا قائل تھا، ملت ابراہیمی کی تلاش میں اس نے شام کا دورہ کیا تھا، ایک اطلاع کے مطابق وہ خود نبی بننا چاہتا تھا اور اس کے لئے مناسب

---

[1] منتقیٰ ص۱۷۶

[2] ابن سعد ۴/۳۷۹۔ ۳۸۱

موقع کا منتظر تھا کہ رسول اللہؐ نے اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔ اُمیّہ شاعر بھی تھا اور اپنے کلام میں گرمجوشی کے ساتھ توحیدی خیالات کی ترجمانی کرتا تھا، اس کے بہت سے شعر عربی لٹریچر میں محفوظ ہیں، اس کا کلام سن کر رسول اللہؐ بہت محظوظ ہوتے تھے[1]۔

۲۔ اسعد بن زُرارہ۔ مدینہ میں قبیلہ خزرج کا مالدار زعیم، موحد اور رسول اللہؐ کا ہمعصر[2]

۳۔ ابو قیس صَرمۃ نجاری۔ قبیلۂ خزرج کا ایک خداپرست زاہد اور رسول اللہؐ کا ہمعصر[3]۔

۴۔ ابوعامر راہب (عبدعمرو بن صیفی) اوس کا بااثر لیڈر، موحد اور رسول اللہؐ کا ہمعصر[4]۔

۵۔ ابو ھَیثم مالک بن تیہان۔ قبیلۂ اوس کا سردار، موحد اور رسول اللہؐ کا ہمعصر[5]۔

(باقی آیندہ)

---

[1] اغانی (ابو الفرج اِسفہانی مصر) ۱۸۷/۲

[2] ابن سعد ۴۴۸/۳

[3] ابن ہشام ص۳۴۸

[4] سمہودی (وفاء الوفاء مصر) ۲۵۷/۱، دیار بکری (تاریخ الخمیس مصر) ۱۲۳/۲، انساب الاشراف ۲۸۱/۱ - ۲۸۲

[5] ابن سعد ۴۴۸/۳

گذارش

خریداری برہان یا ندوۃ المصنفین کی ممبری کے سلسلہ میں خط و کتابت کرتے وقت یا منی آرڈر کوپن پر برہان کی چٹ نمبر کا حوالہ نہ دینا نہ بھولیں تاکہ تعمیل ارشاد میں تاخیر نہ ہو۔ (منیجر) ادارہ کے قواعد وضوابط مفت طلب فرمائیے۔